خطبہ:59

نیشنل امام کونسل، امریکا

ہم کہاں کھڑے ہیں؟

خود احتسابی کا سفر: اپنے اسلام، ایمان اور احسان کا جائزہ

تعارف:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد اور مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اپنے نفس کی برائیوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے، اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، اور جسے وہ گمراہی میں چھوڑ دے، اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

معزز حاضرین کرام!

شیطان کے سب سے بڑے دھوکوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ انسان کو دوسروں کا محاسبہ کرنے میں تو لگا دیتا ہے، لیکن اپنا محاسبہ کرنا بھلا دیتا ہے۔ ہم اپنے گھر والوں، پڑوسیوں، ساتھیوں اور دوسرے مسلمانوں کی کمزوریاں تو بڑی آسانی سے دیکھ لیتے ہیں، لیکن شاید ہی کبھی رک کر اپنے آپ سے یہ سب سے اہم سوال کرتے ہیں: ''اللہ کے سامنے میری کیا حیثیت ہے؟'' ہماری زندگی کا ہر دن ہمیں آخرت کے مزید قریب لے جا رہا ہے، اور ہر گزرتا ہوا لمحہ ہمارے اعمال کے دفتر میں ایک نیا صفحہ بن کر شامل ہو رہا ہے۔ حقیقی دانش مند مومن وہ نہیں جو دوسروں کی غلطیوں میں الجھا رہے، بلکہ وہ ہے جو مسلسل اپنے دل اور اپنے اعمال کا جائزہ لیتا رہے اور اپنے رب سے ملاقات کی تیاری کرتا رہے۔

اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ حقیقی کامیابی کا آغاز محاسبۂ نفس سے ہوتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کا حساب لے، اس سے پہلے ہمیں دنیا میں خود اپنا حساب لینا چاہیے۔ آج کا یہ خطبہ اسی دعوت کا نام ہے کہ ہم اپنے دین کے تین بنیادی پہلوؤں، یعنی اسلام، ایمان اور احسان کی روشنی میں اپنی زندگی کا دیانت داری کے ساتھ جائزہ لیں۔ ہم اللہ کے نزدیک کہاں کھڑے ہیں؟ ہماری کون سی صفات مضبوط ہیں؟ اور کن پہلوؤں کو اصلاح کی ضرورت ہے؟ یہ سوالات ہمیں مایوس کرنے کے لیے نہیں، بلکہ سچی توبہ، روحانی ترقی اور اللہ تعالیٰ کے مزید قرب کی طرف رہنمائی کرنے کے لیے ہیں۔

1۔ اسلام، ایمان اور احسان: ہمارے دین کا مکمل خاکہ

اپنا محاسبہ کرنے سے پہلے ہمیں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ ہمارے دین کی سب سے جامع اور مکمل تشریح

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیثِ جبریل میں بیان ہوئی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور دین کی بنیادی حقیقتوں کے بارے میں سوالات کرنے لگا۔

اس نے عرض کیا:

يَا مُحَمَّدُ، أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ

''اے محمد! مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

''اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، اور اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔''

پھر اس نے ایمان کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ

''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، یومِ آخرت پر، اور اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔''

پھر اس نے احسان کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ

''احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر یہ کیفیت حاصل نہ ہو تو کم از کم یہ یقین رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' (صحیح مسلم)

جب وہ شخص چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ، أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ

''یہ جبریل تھے، جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔'' (صحیح مسلم)

معزز حاضرین! یہ عظیم حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ ہمارا دین تین ایسے بنیادی ستونوں پر قائم ہے جو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔

اسلام ہمارے ظاہری اعمال کا نام ہے، جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق حلال و حرام کی پابندی کے ساتھ زندگی گزارنا۔

ایمان وہ باطنی کیفیت ہے جو دل کو اللہ کی محبت، اس پر بھروسے، اس کی رحمت کی امید، اس کے عذاب کے خوف اور اس پر کامل توکل

سے بھر دیتی ہے۔

اور احسان دین کی روح اور اس کا اعلیٰ ترین مقام ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ہر عبادت اور ہر نیک عمل خلوص، اخلاص اور اس احساس کے ساتھ انجام دے کہ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ اسے دیکھ رہا ہے۔

اس کو ایک عمارت کی مثال سے سمجھیں۔ اسلام اس کی بنیاد ہے، ایمان اس کا ڈھانچہ ہے، اور احسان اس کی خوبصورتی اور کمال ہے۔ اگر بنیاد نہ ہو تو عمارت کھڑی نہیں رہ سکتی، اگر ڈھانچہ نہ ہو تو وہ کھوکھلی رہ جاتی ہے، اور اگر خوبصورتی اور روح نہ ہو تو اس کی جان باقی نہیں رہتی۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اسلام، ایمان اور احسان، تینوں کو مضبوط بنانے کی کوشش کرے، کیونکہ یہی تینوں مل کر ہمارے دین کا مکمل خاکہ پیش کرتے ہیں اور دنیا و آخرت کی حقیقی کامیابی کا راستہ ہیں۔

2۔ خود احتسابی کیوں ضروری ہے؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نفس کا جائزہ لینے کا حکم دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل (آخرت) کے لیے کیا آگے بھیجا ہے۔“ (سورۂ حشر: 18)

یہ آیتِ کریمہ محاسبۂ نفس کی سب سے اہم بنیادوں میں سے ایک ہے۔

غور کیجیے! اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوسروں کا جائزہ لینے کا حکم نہیں دیا، بلکہ ہر انسان کو اپنے ہی نفس کا محاسبہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہمیں اپنے شریکِ حیات، اپنی اولاد، اپنے پڑوسیوں یا اپنی برادری کا حساب لینے سے پہلے اپنا حساب لینا ہے۔

ایک کامیاب تاجر اپنے کاروبار کا باقاعدگی سے جائزہ لیتا ہے۔ وہ اپنے مال، نفع، نقصان اور ذمہ داریوں کا حساب رکھتا ہے۔ اگر وہ یہ جائزہ لینا چھوڑ دے تو ممکن ہے کہ اچانک دیوالیہ ہو جائے۔ اسی طرح ایک مومن بھی اگر پوری زندگی اپنے ایمان، اپنے اعمال اور اپنے کردار کا جائزہ نہ لے تو وہ روحانی دیوالیہ پن کا شکار ہو سکتا ہے، اور اسے اس کا احساس بھی نہیں ہوگا۔

3۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محاسبۂ نفس

محاسبۂ نفس کا ایک روشن نمونہ ہمیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ملتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے:

حَاسِبُوا أَنْفُسَکُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا، وَزِنُوا أَعْمَالَکُمْ قَبْلَ أَنْ تُوزَنَ عَلَیْکُمْ

”اپنا حساب خود لے لو، اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے، اور اپنے اعمال کو خود تول لو، اس سے پہلے کہ وہ تمہارے لیے تولے جائیں۔“

ذرا سوچئے! یہ الفاظ کس شخصیت کے ہیں؟

کسی عام مسلمان کے نہیں، بلکہ اس عظیم صحابی کے، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت عطا فرمائی تھی۔ اس کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہی سے ڈرتے تھے۔

ان کی عاجزی اور خوفِ خدا کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

”کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقین میں میرا نام بھی لیا تھا؟“

ذرا تصور کیجیے! اس امت کا عظیم ترین حکمران، جس کا ایمان اور عدل تاریخ میں مثال بن گیا، وہ بھی منافقت سے خوفزدہ تھا۔

آج اس کے برعکس بہت سے لوگ کھلے عام گناہ کرتے ہیں، لیکن اللہ کی پکڑ اور آخرت کی جواب دہی سے بالکل بے فکر رہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ محاسبۂ نفس کے ختم ہو جانے کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ انسان اپنی اللہ کے ساتھ تعلق کی فکر کرنا چھوڑ دے۔

جب انسان اپنے ایمان، اپنے اعمال اور اپنی آخرت کی فکر سے غافل ہو جائے، تو یہی اس کی روحانی زندگی کے زوال کا آغاز ہوتا ہے۔

4۔ اپنے اسلام کا جائزہ

معزز حاضرین!

محاسبۂ نفس کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ ہم اپنے اسلام کا جائزہ لیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی ظاہری اطاعت اور فرمانبرداری کو پرکھیں۔

اسلام صرف ایک نام یا خاندانی شناخت کا نام نہیں، بلکہ وہ ہماری روزمرہ زندگی میں اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔

اپنے آپ سے سوال کیجیے: کیا میں پانچوں وقت کی نماز پابندی سے ادا کرتا ہوں؟ کیا میں انہیں وقت پر ادا کرتا ہوں اور جہاں ممکن ہو جماعت کے ساتھ پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں؟ قرآنِ کریم کے ساتھ میرا تعلق کیسا ہے؟ کیا میں اسے باقاعدگی سے پڑھتا ہوں، اس کے معانی کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں اور اس کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہوں؟

اپنا جائزہ صرف عبادات تک محدود نہ رکھیں، بلکہ اپنے اخلاق اور معاملات کو بھی دیکھیں۔ کیا میری روزی حلال ہے؟ کیا میری گفتگو سچی، نرم اور غیبت و چغلی سے پاک ہے؟ کیا میں اپنے شریکِ حیات، والدین، اولاد، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حقوق ادا کر رہا ہوں؟ اور کیا میں اپنے خاندان سے آگے بڑھ کر اپنی برادری اور پوری انسانیت کے لیے فائدہ مند بن رہا ہوں؟

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی اپنے دین کو صرف مسجد میں حاضری دینے یا مسلمان کہلانے سے نہیں ناپا، بلکہ انہوں نے اپنے دین کا معیار اطاعتِ الٰہی کو بنایا۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم نازل ہوتا، وہ بلا تردد اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتے۔ یہی ان کا معیار تھا۔ اگر ہم جاننا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارا مقام کیا ہے، تو ہمیں بھی اپنی زندگی کا اسی معیار پر جائزہ لینا ہوگا اور ہر دن پہلے سے بہتر مسلمان بننے کی کوشش کرنی ہوگی۔

5۔ اپنے ایمان کا جائزہ

جب ہم اپنے ظاہری اعمال کا جائزہ لے لیں، تو اس کے بعد ہمیں اپنے ایمان کی کیفیت کو بھی پرکھنا چاہیے، کیونکہ ایمان ایک جیسا نہیں رہتا۔ وہ اطاعت کے ذریعے بڑھتا ہے اور گناہوں کی وجہ سے کمزور ہوتا ہے۔ ایک مومن کو کبھی یہ گمان نہیں کرنا چاہیے کہ اس کا ایمان خود بخود مضبوط رہے گا۔ ایمان کو عبادت، ذکرِ الٰہی اور نیک اعمال کے ذریعے مسلسل تازہ اور مضبوط کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ سچے مومنوں کی ایک نمایاں صفت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ

''حقیقی مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل لرز اٹھتے ہیں۔'' (سورۂ انفال: 2)

اپنے آپ سے سوال کیجیے: کیا قرآنِ کریم آج بھی میرے دل پر اثر کرتا ہے؟ کیا میں اپنے گناہوں پر سچے دل سے نادم ہوتا ہوں اور فوراً توبہ کی طرف رجوع کرتا ہوں؟ آزمائش اور مصیبت کے وقت کیا میرا بھروسہ اللہ پر ہوتا ہے یا میں خوف اور پریشانی کا شکار ہو جاتا ہوں؟ کیا اللہ کا ذکر میری روزمرہ زندگی کا حصہ ہے، یا کئی کئی دن گزر جاتے ہیں اور مجھے اللہ کی یاد ہی نہیں آتی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایمان کا ایک نہایت سادہ مگر انتہائی مؤثر معیار بیان فرمایا:

مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ

''جس شخص کو اس کی نیکی خوش کرے اور اس کا گناہ اسے رنجیدہ کرے، وہی مومن ہے۔'' (مسند احمد)

زندہ دل کی پہچان یہ ہے کہ وہ اطاعت پر خوش ہوتا ہے، گناہ کے بعد بے چین اور نادم ہوتا ہے، اور ہر دن اللہ تعالیٰ کے مزید قریب ہونے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ یہی زندہ، بیدار اور بڑھتے ہوئے ایمان کی علامت ہے۔

6۔ اپنے احسان کا جائزہ

معزز حاضرین! اپنے اسلام اور ایمان کا جائزہ لینے کے بعد اب ہمیں احسان کا جائزہ لینا چاہیے، جو ایمان کا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ سوال صرف یہ نہیں کہ ''کیا میں نماز پڑھتا ہوں؟'' بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ ''میں نماز کس طرح پڑھتا ہوں؟'' کیا نماز میں میرا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، یا میں صرف ایک رسم ادا کر رہا ہوں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا

''جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے اعتبار سے کون زیادہ بہتر ہے۔'' (سورۂ ملک: 2)

غور کیجیے! اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ''تم میں سے کون زیادہ عمل کرتا ہے'' بلکہ فرمایا کہ ''کون بہتر عمل کرتا ہے۔'' یہی احسان کا اصل مفہوم ہے۔ احسان کا مطلب یہ ہے کہ ہر عبادت اور ہر نیک عمل اخلاص، بہترین انداز اور اس یقین کے ساتھ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔

اپنے آپ سے سوال کیجیے: اگر میرے اس نیک عمل کو کوئی نہ دیکھے تو کیا میں پھر بھی اسے انجام دوں گا؟ کیا نماز میں میرا دل حاضر ہوتا ہے؟ کیا میں ہر روز اپنی عبادت اور اپنے اخلاق کو بہتر بنانے کی کوشش کر رہا ہوں؟ احسان کی ایک خوبصورت مثال حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ایک چرواہے کے واقعے میں ملتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ ایک بکری مجھے فروخت کر دو اور اپنے مالک سے کہہ دینا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا۔ چرواہے نے فوراً جواب دیا:

فَأَيْنَ اللهُ؟

''پھر اللہ کہاں ہے؟''

یہ مختصر سا جواب اس دل کی کیفیت کو ظاہر کرتا ہے جو مراقبۂ الٰہی میں زندہ تھا، یعنی ہر لمحہ یہ احساس کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ یہی

احسان کی حقیقی روح ہے۔

7۔خوداحتسابی سے ظاہر ہونے والی روحانی بیماریاں

سچا محاسبۂ نفس صرف ہماری خوبیوں کو ہی ظاہر نہیں کرتا بلکہ ہمارے دل میں چھپی ہوئی روحانی بیماریوں کو بھی بے نقاب کرتا ہے۔جس طرح ایک ڈاکٹر بیماری کی صحیح تشخیص کے بغیر مؤثر علاج نہیں کرسکتا،اسی طرح ایک مومن اس وقت تک اپنے نفس کا تزکیہ نہیں کرسکتا جب تک وہ اپنی روحانی بیماریوں کو پہچان نہ لے۔

ان بیماریوں میں سب سے عام تکبر،حسد،دنیا کی محبت،مال ومنصب کی خواہش،بے قابو غصہ،ریا کاری،اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت شامل ہیں۔صحت مند دل کی ایک بڑی علامت یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں کو کس نظر سے دیکھتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ فَقَالَ بِهِ هَكَذَا.

”مومن اپنے گناہوں کو اس شخص کی طرح دیکھتا ہے جو کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو اور ڈرتا ہو کہ کہیں وہ پہاڑ اس پر نہ گر پڑے،جبکہ بدکار اپنے گناہوں کو اس مکھی کی طرح سمجھتا ہے جو اس کی ناک پر بیٹھتی ہے اور وہ اسے یوں ہٹا دیتا ہے۔“(صحیح بخاری:6308)

اپنے آپ سے سوال کیجیے:میں اپنے گناہوں کو کتنی سنجیدگی سے لیتا ہوں؟کیا میں ان کے لیے بہانے بناتا ہوں،یا وہ مجھے سچی توبہ اور اپنی اصلاح کی طرف لے جاتے ہیں؟

یاد رکھیے!وہ دل زندہ ہے جو گناہ کے بعد درد اور ندامت محسوس کرے،جبکہ وہ دل جو گناہوں کا عادی ہو جائے اور ان پر بے حسی اختیار کر لے،وہ شدید روحانی خطرے میں ہے۔اپنی کمزوریوں کو پہچان لینا کمزوری کی علامت نہیں،بلکہ یہی تزکیۂ نفس اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف پہلا قدم ہے۔

8۔نیک لوگوں کا روزانہ کا محاسبۂ نفس

محاسبۂ نفس نیک لوگوں کے نزدیک کبھی کبھار کیا جانے والا عمل نہیں تھا،بلکہ ان کی روزمرہ زندگی کا مستقل حصہ تھا۔وہ جانتے تھے کہ جس طرح جسم کو صحت مند رکھنے کے لیے مسلسل دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے،اسی طرح دل کو زندہ رکھنے کے لیے بھی مسلسل جائزہ لینا ضروری ہے۔حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ بِخَيْرٍ مَا كَانَ لَهُ وَاعِظٌ مِنْ نَفْسِهِ، وَكَانَتِ الْمُحَاسَبَةُ مِنْ هِمَّتِهِ.

”مومن اس وقت تک خیر پر قائم رہتا ہے جب تک اس کا اپنا نفس اس کا نصیحت کرنے والا ہو اور محاسبۂ نفس اس کی مستقل فکر اور عادت بنا رہے۔“(حلیۃ الاولیاء)

جس طرح ایک کامیاب تاجر ہر شام اپنے نفع ونقصان کا حساب کرتا ہے،اسی طرح ایک مومن کو بھی ہر رات سونے سے پہلے اپنے دل اور اعمال کا جائزہ لینا چاہیے۔

اپنے آپ سے سوال کیجیے: آج میں نے کون سا نیک عمل کیا؟ مجھ سے کون سے گناہ سرزد ہوئے؟ کیا میں نے کسی کی مدد کی یا کسی کا دل دکھایا؟ کیا میں نے دن بھر اللہ کو یاد رکھا؟ کیا میں آج اللہ تعالیٰ کے کل کی نسبت زیادہ قریب ہوا ہوں؟

چند منٹ کا یہ مخلصانہ محاسبہ ہمارے کردار کو بدل سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارے تعلق کو مضبوط کر سکتا ہے، اور ہمیں ہر روز پہلے سے بہتر مسلمان بنا سکتا ہے۔

9۔ احسان کا ایک عملی جائزہ

محاسبۂ نفس اسی وقت مؤثر ثابت ہوتا ہے جب اسے باقاعدگی کے ساتھ کیا جائے۔ اس لیے ہفتے میں ایک دن مقرر کریں اور پوری دیانت داری سے اپنا جائزہ لیں۔

اپنے اسلام کا جائزہ لیں۔ دیکھیں کہ آپ کی نماز کیسی ہے، قرآنِ کریم سے آپ کا تعلق کیسا ہے، آپ کی روزی حلال ہے یا نہیں، آپ اپنے گھر والوں کے حقوق ادا کر رہے ہیں یا نہیں، اور معاشرے کی خدمت میں آپ کا کیا کردار ہے۔

اس کے بعد اپنے ایمان کا جائزہ لیں۔ کیا اللہ پر آپ کا بھروسہ بڑھ رہا ہے؟ کیا اس کی محبت، اس کا خوف، اس کی نعمتوں پر شکر گزاری اور گناہوں پر توبہ آپ کی زندگی میں بڑھ رہی ہے؟

پھر اپنے احسان کو پرکھیں۔ کیا آپ کے اعمال میں اخلاص ہے؟ کیا آپ عاجزی اختیار کرتے ہیں؟ کیا ہر وقت یہ احساس رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دیکھ رہا ہے؟ اور کیا آپ اللہ کی مخلوق کی بہترین انداز میں خدمت کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟

یاد رکھیے! اس جائزے کا مقصد دوسروں سے اپنا موازنہ کرنا یا اپنی کمزوریوں سے مایوس ہونا نہیں، بلکہ یہ جاننا ہے کہ ہمیں کن پہلوؤں میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ اپنی اصلاح کی ہر مخلصانہ کوشش، خواہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور ہمیں احسان کے مقام کے ایک قدم اور قریب کر دیتی ہے۔

خلاصہ:

معزز حاضرین! آج اس مسجد سے واپس جانے سے پہلے ہم میں سے ہر شخص اپنے آپ سے تین ایسے سوال کرے جن کا جواب کوئی دوسرا نہیں دے سکتا۔

میرا اسلام کیسا ہے؟ میرا ایمان کیسا ہے؟ میرا احسان کیسا ہے؟

ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب ہم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے تنہا کھڑے ہوں گے۔ اس دن نہ ہمارا مال ہمارے کام آئے گا، نہ ہمارے عہدے، نہ ہمارے پیروکار، اور نہ ہی ہماری شہرت۔ اس دن صرف ہمارا ایمان، ہمارا اخلاص اور ہمارے نیک اعمال ہی ہمارے ساتھ ہوں گے اور یہی ہمارے حق میں گواہی دیں گے۔

یاد رکھئے! اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا سفر بیداری سے شروع ہوتا ہے، پھر سچے محاسبۂ نفس سے آگے بڑھتا ہے، اخلاص کے ساتھ توبہ سے مضبوط ہوتا ہے، اور مسلسل کوشش کے ذریعے منزل تک پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سے کامل ہونے کا مطالبہ نہیں کرتا، بلکہ وہ ان بندوں کو پسند کرتا ہے جو بار بار اس کی طرف رجوع کرتے ہیں، اپنی اصلاح کی کوشش کرتے رہتے ہیں، اور کبھی اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے۔ زیادہ خشوع کے

ساتھ پڑھی جانے والی ہر نماز، چھوڑا جانے والا ہر گناہ، توبہ میں بہایا جانے والا ہر آنسو، اور خالص نیت سے کیا جانے والا ہر نیک عمل ہمیں احسان کے مقام کے مزید قریب کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمائے جو قیامت کے دن حساب سے پہلے دنیا میں اپنا محاسبہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اسلام کو مضبوط فرمائے، ہمارے ایمان میں اضافہ فرمائے، ہمارے احسان کو کامل بنائے، ہمارے دلوں کو تکبر، حسد، ریاکاری اور غفلت سے پاک فرمائے، ہمیں سچی توبہ نصیب فرمائے، اور ہمیں اپنے نیک، صالح اور محبوب محسنین میں شامل فرمادے۔ آمین